

گفتگی ہا

ابولہب زمان کے مقابلے میں امت مسلمہ کی پیغمبری کے تقاضے

سیدر میزرا الحسن موسوی*

Srhm2000@yahoo.com

سامراجی توقوں کی جانب سے توہین رسالت پر مبنی فلم نے ایک بار بھر ابولہب کی گستاخیوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ عالمی سامراج، میڈیا کی طاقت کو توحیدی افکار کے خلاف بھرپور طریقے سے استعمال کر رہا ہے۔ اگرچہ ان اقدامات کا سبب، تمام ارباب علم و عقل پر واضح ہے، لیکن اس وقت لمحہ فکری، یہ ہے کہ ان تین حادث کے مقابلے میں کیا کرنا چاہیے؟ اس حوالے سے ایک ذمہ داری تو عام مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے اور ایک ان کے مذہبی اور سیاسی عمدہ دین اور حکمرانوں پر عائد ہوتی ہے۔ پاکستانی مسلمانوں کے عام طبقے نے عالم اسلام کے تمام غیر مسلمانوں کے ہمراہ، احتجاجی ریلیاں اور جلسے جلوس منعقد کر کے اپنا کردار ادا کیا ہے۔ اگرچہ پاکستان میں ان احتجاجی ریلیوں میں کافی بد نظمی اور غیر اخلاقی کارروائیاں بھی دیکھنے میں آئیں جو ہمارے سیاسی و شعوری عدم بلوغ کی علامت ہیں؛ لیکن در حقیقت ان کارروائیوں میں بھی پاکستانی معاشرے کا وہ ”ستون چشم“ ملوث تھا جو امریکی و صیہونی توقوں سے وابستہ ہے۔ بہر حال یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے عام طبقے نے اپنا کردار ادا کیا ہے؛ اگرچہ اسے اپنی دینی غیرت اور اخلاق و شعور مزید استوار کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک مذہبی اور سیاسی عمدہ دین اور حکمرانوں کے طبقے کا تعلق ہے تو اسے اپنا کردار ادا کرنے کیلئے ابھی کافی تنگ و دو کرنا ہے۔ اسے امت مسلمہ کے اندر وحدت، اجتماعی شعور اور دینی آگہی بیدا رکرنے کیلئے مزید کوششیں کرنا چاہیں۔ اس سلسلے میں ”ملی پیغمبری کو نسل“ کے زیر اہتمام ہونے والی جرائد و اخبارات کے مدیران کی پہلی ملک گیر کانفرنس ایک قابل ذکر اقدام ہے۔ لگتا ہے ملی پیغمبری کو نسل کے ذمہ دار، ہمارے دینی ممالک کی ناگفتو بہ حالت پر بہت کچھ سوچ رہے ہیں اور بہت سے اسلامی حلقة وحدت و پیغمبری کے حوالے سے ایک نکتہ پر جمع ہو رہے ہیں۔ دینی جرائد و اخبارات کے مدیران کی اس ملک گیر کانفرنس میں جاری کیے گئے مشترکہ اعلامیہ کا متن بھی اس کانفرنس کے شرکاء کی اسی مخصوصانہ سوچ اور عزم وارادے کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن مزید ایسے اقدامات کی ابھی اشد ضرورت باقی ہے۔

*۔ محقق، مدیر سہ ماہی مجلہ نور معرفت، اسلام آباد۔

علمی سامراجی قوتوں کی جانب سے توہین رسالت پر بنی فلم کی نمائش کا واقعہ ہے، حالیہ ایام کے اہم ترین واقعات وحوادث میں سے ایک ہے، جس نے ایک بار پھر ابوالہب ملعون اور اس کی بیوی کی گستاخیوں کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ویسے تو عصر حاضر میں جدید ترین تمام ذرائع اور شیئنالوجی پر شیطانی قوتوں کا قبضہ ہے، جن میں سب سے اہم ذریعہ ”میڈیا“ ہے۔ میڈیا کی طاقت کو اس وقت علمی سامراج پوری قوت کے ساتھ الہی ادیان اور توحیدی افکار و نظریات کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ اس مقصد کی خاطر وہ انسانیت کی اعلیٰ اخلاقی قدرتوں کی پامالی سے لے کر آسمانی ادیان کے مقدسات کی توہین اور ہٹک حرمت تک، ہر قسم کا حربہ اپنارہا ہے۔ کبھی توہین آمیز خاکوں کی نمائش ہوتی ہے تو کبھی توہین رسالت اور قرآن کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

برطانیہ میں سلمان رشدی کی کتاب شیطانی آیات، ناروے میں کارٹونز، ڈنمارک کے سامراجی جریدے میں پیغمبر اسلام ﷺ کے توہین آمیز خاکے، امریکی پادری کی قرآن سوزی اور پھر حالیہ ایام میں محسن انسانیت اور پیغمبر اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین پر میں فلم کی نمائش اور پھر جلتی پر تیل ڈالنے کے لئے ایک فرانسیسی جریدے میں توہین آمیز خاکوں کی دوبارہ اشاعت اس سلسلے کی اہم مثالیں ہیں۔

علمی سامراج کے سر غنوں، امریکہ اور اسرائیل کی جانب سے اس قسم کے توہین آمیز اقدامات کا سبب تمام ارباب علم و عقل پر واضح ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ یہ سب کچھ ہر دور اور ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے اور باطل کے مقابلے میں حق کی آخری فتح تک ہوتا رہے گا۔ ان سب واقعات کے سلسلے میں جو چیز لمحہ فکریہ کے طور پر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ باطل قوتوں کے ان شیطانی اقدامات کے مقابلے میں الہی قوتوں بالخصوص امت مسلمہ کافریہ کیا ہے۔ یعنی؛ قرآن کی توہین کا مسئلہ ہو یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہٹک حرمت کا واقعہ ہو، اس کے مقابلے میں امت اسلام کو کیا کرنا چاہیے اور ان تین خواhad کے مقابلے میں وقت کے تقاضے کیا ہیں؟

پوری امت اسلام کو دیکھا جائے تو وہ دو بڑے طبقات میں تقسیم ہے۔ ایک خواص، یعنی علماء، مذہبی، سیاسی عوائدین اور مسلمان حکمرانوں کا طبقہ ہے، دوسرا عام مسلمانوں کا طبقہ ہے۔ واضح ہے کہ عوای طبقے کے افکار و نظریات پر خواص ہی کی حکمرانی ہوتی ہے، جس طرح خواص سوچتے ہیں اور عمل کرتے ہیں عوام کی اکثریت بھی اُسی کے تابع ہوتی ہے۔ البتہ عوام کے جذبات و احساسات ایک قوت متحرک کا کام کرتے ہیں اور خواص کے بہت سے اہداف و مقاصد کی تکمیل میں مدد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے دیکھا

جائے تو عالمی کفر کے مقابلے میں اسلامی معاشروں کے طرز عمل کو ہمیں خواص، یعنی علمائی، سیاسی و منذہ بھی عوائدین اور بالخصوص حکمران طبقے کے طرز تفکر اور طرز عمل کے تناظر میں دیکھنا چاہیے۔

اگر خواص سامراج زدہ ہوں گے اور عالمی سیاست پر حاکم فضائل سے متاثر ہوں گے تو عوام بھی اُسی جہت پر گامزن ہوں گے۔ حتیٰ ان کے جذبات و احساسات بھی استعماری و سامراجی مقاصد کی تکمیل کریں گے۔ اگر خواص سیاسی لحاظ سے باشور، عالمی کفر کے ارادوں سے اگاہ، ہوشیار، شجاع اور معالہ فہم ہوں گے تو عوام بھی اسی طرز عمل کے عکس ہوں گے۔

اگر ہم امریکی و اسرائیلی لابی کی جانب سے تو ہیں رسالت کے مقابلے میں عالم اسلام کے مختلف معاشروں کے رد عمل کا جائزہ لیں تو ہم کہیں بھی جذبات و احساسات کے طوفان میں مسلمانوں ہی کی املاک اور افرادی قوت کو نقصان پہنچانے کا مشاہدہ نہیں کرتے سوائے پاکستانی معاشرے کے۔ حالیہ تو ہیں آمیز واقعات ہوں یا اس سے پہلے کے سامراجی سیاہ کار نامے ہوں، پورے عالم اسلام میں مسلمانوں کے تمام تر دینی جذبات و احساسات کا نشانہ عالمی کفر و سامراجی قوتیں ہی تھیں اگر کہیں توڑ پھوڑ کا عمل انجام پایا بھی ہے تو وہ امریکی و اسرائیلی یا ان سے وابستہ مالاک کی املاک کو نقصان پہنچایا گیا ہے جو ایک قدرتی عمل ہے۔ لیکن اس کے بر عکس، مسلمان اگر اپنی ہی املاک اور جانوں کو نقصان پہنچاتے نظر آتے ہیں تو یہ ایک غیر منطقی فعل ہے جو ہمارے غیر حقیقی جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔

حالیہ تو ہیں آمیز فلم کے خلاف پورے عالم اسلام میں مظاہرے ہوئے ہیں، لیکن جو کچھ پاکستان میں ہوا ہے وہ سیاسی و شعوری لحاظ سے ہمارے عدم بلوغ کی علامت ہے۔ کیا عاشق رسولؐ کا تقاضا ہی ہے کہ مظاہروں میں شریک مسلمان ایک دوسرے کو کافر کیں، ایک دوسرے کی مقدسات و شخصیات کی تو ہیں کے مرکتب ہوں، ایک دوسرے پر سنگ باری کریں اور اپنے ہی ملک کی قیمتی املاک کو نقصان پہنچائیں۔

۲۱ ستمبر روز جمعہ کے مظاہروں میں جو کچھ دیکھنے میں آیا ہے وہ کسی بھی طرح ایک حقیقی ایماندار، عاشق رسولؐ، تالیع قرآن اور دینی شعور کے حامل معاشرے کی عکاسی نہیں کرتا۔ البتہ واضح ہے کہ یہ سب کسی حقیقی مسلمان اور عاشق رسولؐ کا کام نہیں ہے اور پاکستان کی اکثریت اس قیچی فعل سے مbraہ ہے۔ اس میں یقیناً پاکستانی معاشرے کا وہ ”ستون پچم“ ملوث ہے جو امریکی و صیہونی قوتوں سے وابستہ ہے۔ یہ گروہ کسی بھی موقع پر نہ تو پاکستان کا بھی خواہ رہا ہے اور نہ مسلمانوں کے اندر اتحاد و پیگٹی کا حامی ہے۔ یہ گروہ شناختہ شدہ ہے جس کے چہرے

پر اسلام خواہی اور نام نہاد اسلامی جہاد کا نقاب چڑھا ہوا ہے، لیکن ان ناگوار واقعات کے بعد پاکستان کا ہر باشمور شہری، اس نقاب زدہ چہرے کے ذریعے استعماری و صیہونی مقاصد کی تیکیل کو دیکھ رہا ہے۔

یوم عشق رسولؐ کے موقع پر امریکی و صیہونی گروہوں کی جانب سے احتجاج کے بہانے ہونے والے تئیں واقعات کے بعد ظاہر ہوتا ہے پاکستان کے خواص کی گرفت اپنے معاشرے پر بہت ڈھیلی ہے اور وہ اپنے ویگانے کی تشنیع کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے خواص ابھی طرزِ تقدیر اور طرزِ عمل کے لحاظ سے عالم اسلام کے دوسرے معاشروں کے خواص سے بہت پچھے ہیں۔ یعنی ہمارے علمائے دین، سیاسی عہدمندین اور حکمران وہ سب کچھ نہیں کر رہے جو انہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ہمارے اس طرزِ عمل پر خود ہمارا دشمن ہمارا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

ہماری سیکورٹی فورس کو امریکی وزیر خارجہ کی طرف سے شباش مل رہی ہے اور ان مظاہروں کے دوران دسیوں مسلمانوں کی جانوں اور اربوں روپے کی املاک کے ضائع ہونے پر امریکی سفارت خانوں اور کو نسل خانوں کے محفوظ رہنے پر امریکی وزیر خارجہ کی جانب سے ہمارے حکمرانوں کا شکریہ ادا کیا جا رہا ہے! آخر کب تک ہمارے اوپر ایسے حکمران مسلط رہیں گے جو شاتمین رسولؐ کے جان و مال کی حفاظت تو کرتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے جان و مال کے محافظ نہیں بنتے جو ان کا سب بڑا فریضہ ہے؟

وائے ناگامی! متاع کاروان جاتا رہا کاروان کے دل سے احساس زیاد جاتا رہا

دینی جرائد و اخبارات کی ملک گیر کافرنس

وطن عنیز پاکستان اور پاکستان کی غیرت مند مسلمان امت کو اس بے حسی اور بے شعوری کی حالت سے نکالنے اور بیداری کی طرف لے جانے کے حوالے سے ایک اہم نکتہ خواص کے اُس طبقے کا کردار ہے جو کسی قوم و ملت اور معاشرے کی ذہن سازی اور کردار سازی کا کام کرتا ہے۔ اہل علم اور اہل قلم و بیان کا طبقہ ایک ایسا طبقہ ہے جس میں کسی حد تک شعور و بیداری کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور جو سخت سے سخت حالات میں بھی اپنے دینی و قومی فرائض کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اس سلسلے میں حالیہ اہم واقعات میں سے ایک واقعہ ”ملی پیٹھی کو نسل“ کے زیر اہتمام ہونے والی دینی جرائد و اخبارات کے مدیران کی پہلی ملک گیر کافرنس تھی۔ اس کافرنس سے واضح ہوتا ہے کہ ملی پیٹھی کو نسل کے ذمہ دار اہم مسلمہ کی حالیہ بیداری کے تناظر میں پاکستان میں دینی مسالک کی ناگفتہ بہ حالت پر بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ عالم اسلام میں پیدا ہونے

والی بیداری نے تمام درد مندان اسلام کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے اور عالمی کفر و شرک کی جانب سے امت اسلام کے خلاف ہونے والی سازشوں سے پرداہ اٹھادیا ہے۔ خصوصاً وحدت و پیغمبیری کے حوالے سے بہت سے اسلامی حلقات ایک لکھتے پر جمع ہو رہے ہیں۔ انہی عوامل کے تحت پاکستان میں بھی دینی دردر گھنے والی بہت سی تنظیمیں اور شخصیات پوری سنبھلی گی کے ساتھ وحدت و پیغمبیری کی طرف گامزنا ہو چکی ہیں۔ اس بات کا مشاہدہ ہمیں مذکورہ کانفرنس میں شرکت کے دوران ہوا ہے۔

اس کانفرنس میں ایسی ایسی جماعتیں اور شخصیات ملی و قوی پیغمبیری کا نظرہ باند کرتی ہوئی نظر آئیں کہ جن کے بارے میں چند سال پہلے سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ یہ گروہ اور ممالک بھی امت مسلمہ کے اتحاد کی بنیادیں فراہم کر سکتے ہیں۔ لیکن امت اسلام کے اندر ہونے والی عالمی تبدیلیوں نے سب اسلامی ممالک کے درمیان ہم آہنگی اور پیغمبیری کے لئے تمام مقدمات فراہم کر دیے ہیں اور اس حوالے سے تمام درد مندان اسلام پر اتمام جحت قائم ہو چکی ہے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی دینی، سیاسی رہنمایا اور مسلک و جماعت، امت کی وحدت و ہم آہنگی کا نہیں سوچتی تو یہ اس کی نیت کے فتور کی سب سے بڑی علامت ہے، چونکہ امریکی و صیہونی لاپی کی جانب سے قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حالیہ توہین آمیز اقدامات سے واضح ہو چکا ہے کہ ان قوتوں کا سب سے بڑا شانہ دین اسلام کی اساس و بنیاد ہے۔ آخر میں ہم لاہور میں ۳۰ اگست ۲۰۱۲ء کو ”ملی پیغمبیری کو نسل“ کے زیر اہتمام ہونے والی جرائد و اخبارات کے مدیران کی ملک گیر کانفرنس میں جاری کیے گئے مشترکہ اعلامیہ کا متن پیش کرتے ہیں جس سے اس کانفرنس کے شرکاء کی مخلصانہ سوچ اور عزم وارادے کی عکاسی ہوتی ہے۔

مشترکہ اعلامیہ

۱۔ مدیران رسائل و جرائد سمجھتے ہیں کہ وقت کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ امت مسلمہ میں بالعموم اور ملت اسلامیہ پاکستان میں بالخصوص اتحاد، یگانگت اور پیغمبیری کے لیے قلم و قرطاس کی صلاحیتوں کے بھرپور استعمال سے اسلام مخالف قوتوں کے عزم کو ناکام بنایا جائے۔

۲۔ مدیران مجلہ نے اس بات پر بھی اتفاق کیا کہ ملت اسلامیہ پاکستان کو لسانی، نسلی، علاقائی اور فرقہ وارانہ تعصبات میں مبتلا کرنے کے لیے خارجی و داخلی قوتیں سرگرم ہیں۔ دینی طبقات کی طرح دینی جرائد

کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ رائے کے احترام، مشراکات کے فروغ اور تفرقات کے خاتمے کو اپنے جرائد میں نمایاں انداز میں شائع کریں۔

۳۔ مدیر ان جرائد نے اس امر کو ایک خوش آئند فیصلہ قرار دیا کہ ملی یونیٹ کو نسل امت مسلمہ میں ہم آہنگی کے وسیع تر مقاصد سے پاکستان میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو فروغ دے گی اور اس مقصد کے حصول کے لیے ایک مہینہ جریدے کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ اس جریدے کے امور کا جائز لینے اور ادارتی معاونت کے لیے مدیر ان پر مشتمل ایک کمیٹی بھی قائم کی گئی ہے۔

۴۔ مدیر ان جرائد نے اتفاق کیا کہ ہم اپنے رسائل و جرائد میں دل آزادی پر مبنی کسی نوعیت کا مواد شائع نہیں کریں گے۔ اختلاف رائے کے حق کو مخالفت کا رنگ نہیں دیا جائے گا۔ ہر ایسی تحریر کی اشاعت سے اجتناب کیا جائے گا جس سے دینی ہم آہنگی کے وسیع تر مقاصد کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

۵۔ مدیر ان جرائد نے اس عہد کا اعادہ کیا کہ وہ پاکستان میں ملی یونیٹ کے جملہ تقاضوں کو پورا کرنے میں ملی یونیٹ کو نسل کے مقاصد اور پروگرام کو اولیت دیں گے اور اس کی سرگرمیوں کو اپنے رسائل و جرائد میں شائع کریں گے۔

۶۔ دینی رسائل و جرائد تاریخ اسلام سے کردار سازی اور اخلاق حسنہ کے واقعات کو دینی جذبے کی آبیاری کے لیے پیش کریں گے تاکہ مسلمانوں میں صبر و برداشت، رواداری اور بھائی چارے کی فضائے فروغ ملے۔

۷۔ پاکستان میں دہشت گردی، ٹارگٹ اور بیرونی جاریت ایک مشترکہ ایجنڈے کا حصہ ہیں۔ مدیر ان جرائد اس نوعیت کے واقعات کو بیرونی قوتوں کے اُس ایجنڈے کا حصہ سمجھتے ہیں، جس کا مقصد پاکستان میں اسلام کو بد نام کرنا، دینی جماعتوں اور حلقوں کے بارے میں منفی تاثر پیدا کرنا ہے اور یہ اتفاق کرتے ہیں کہ ایسے واقعات کو پوری طرح سے بے نقاب کرنا، ذمہ دار ان کو قانون کی گرفت میں لانا اور موثر عدالتی نظام سے ان کو کیفر کردار تک لے جانا پاکستان کی حکومت، معاشرے کے ہر طبقے اور سب شہریوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔ مدیر ان جرائد ایسی تمام کوششوں میں ملک و ملت کے ساتھ قلم سے جہاد کرتے رہے ہیں اور اب بھی اسے لازمی فریضہ سمجھ کر ادا کرتے رہیں گے۔

۸۔ دینی رسائل و جرائد کو باہم مربوط کرنے، ان میں مؤثر اور بامعنی تعاون کو فروغ دینے کے لیے ”ملی جرائد کو نسل“ کا قیام عمل میں لا یاگیا۔ مرازا محمد الیاس کو اتفاق رائے سے ملی جرائد کو نسل کا کوئی مقرر کیا گیا ہے۔